ستہ میں سے صحیح بخاری اور مشکوۃ شریف اس ضمن میں زیادہ ممتاز ہیں ـ سیرت رسولؐ کی کتابوں میں اکثر صورتوں میں یہ مرقوم ملتا ہے کہ آپؐ مکہ مکرمہ میں اپنی پھوپھی حضرت ام ھانیؓ کے ھاں مقیم تھے کہ رات حضرت جبرئیلؑ نے آپ کو بیدار کیا ، اور آپ کو صاحب طیران براق کی سواری پر مسجد الاقصیٰ لے جایا گیا ـ وھاں آپ نے متعدد انبیاء کو نماز پڑھائی اور وھاں سے فارغ ھو کر آپ کا عالم بالا کا صعودی سفر شروع ھو گیا جسے اصطلاحاً ,, معراج ،، کہا جاتا ہے ـ گویا اسراء (سفر شب) کے فوراً بعد معجزاتی طور پر معراج شروع ھو گیا ـ معراج کے دوران آپ نے سات افلاک طے کئے ، بہشت و دوزخ کے مناظر دیکھے ، اعراف سے گذر فرمایا اور سدرۃ المنتہیٰ (آخری بیری کے درخت) کے بعد تن تنہا حضور رب العزۃ بار یاب ھوئے ـ

کتب سیرت میں مرقوم ہے کہ آنحضرتؐ نے جب حضرت ام ھانیؓ کو یہ واقعہ سنایا ، تو انھوں نے از راہ ھمدردی آپؐ سے کہا کہ سکوت اختیار کئے رکھیں مبادا لوگ آپ کا استہزاء کریں مگر آنحضرتؐ اس مشورے کو کیسے مان سکتے تھے ؟ ـ پیغمبرؐ کو سب کچھ بتانا ھی تھا- چنانچہ آپؐ نے سب واقعہ سنایا ـ

صحیح بخاری میں حضرت انسؓ بن مالک کی روایت سے ہے کہ آنحضرت الحطیم یا الحجر میں محو استراحت تھے کہ پیک وحی نے آپ کو بیدار کیا تھا ـ حضرت ام ھانیؓ جن کے نام نامی سے اب ایک باب مسجد الحرام بھی منسوب ہے ، جوار کعبہ میں ھی رھتی تھیں - سورۃ بنی اسرائیل آغاز اسراء کی منزل اول مسجد الحرام ھی بتاتی ہے ـ بخاری شریف میں ہے کہ آنحضرتؐ کا سینۂ مبارک فرشتوں نے چاک کیا، اسے آب زمزم سے دھوکر ایمان و حکمت سے معمور کیا - اس کے بعد اسراء کا آغاز ھوا اور مسجد الاقصیٰ سے معراج کا- صحیح بخاری میں اعراف ، بہشت و دوزخ کا ذکر نہیں ـ دریائے نیل

و فرات اور زریں نردبان کا اجمالی سا ذکر ہے اور فلک یکم تا ھفتم میں بالترتیب حضرت آدمؑ، حضرت یحییٰؑ و حضرت عیسیٰؑ، حضرت یوسفؑ، حضرت ادریسؑ، حضرت موسیٰؑ اور حضرت ابراھیمؑ سے ملاقات کا۔ سدرۃ المنتہیٰ کے مقام پر آنحضرتؐ کو مشروب، شہد اور دودھ کے پیالے تواضع کے لئے پیش کئے جاتے ھیں۔ آپ ان میں سے دودھ کا انتخاب کرتے ھیں اور یہ نعمت شیر کا بہت بڑا شرف ہے۔ متأخر مفصل روایتوں سے قطع نظر بعد کے واقعات میں آنحضرتؐ کا ذات احد کے ھاں ورود اور حقوق و فرائض کی سوغات کے ساتھ خاکدان ارضی کی طرف واپسی کا بیان ہے:

سجدہ کرتی ہے سحر جس کو وہ ہے آج کی رات
کہہ رھی ہے یہ مسلمان سے معراج کی رات (۵)

صوفیاء، ادبا اور شعراء نے واقعہ معراج کے غیر معمولی اثرات لئے ھیں۔ بعض غیر مسلم ادبا و شعرا بھی بالواسطہ طور پر اس واقعہ سے اثر پذیر ہوئے ھیں۔ موجودہ صدی میں افلاکی تسخیر کے تصورات و مشاھدات سامنے آئے اور لوگوں نے واقعات معراج پر بہت کچھ لکھا۔ ہم کوئی ایک مثال دے دیں گے مگر زیادہ ان اثرات سے بحث کریں گے جو تیسری سے ساتویں صدی ھجری (۵۰۰ سالہ دور) میں مشہود ہوئے ھیں۔

صوفیا اور حکما کے تاثرات:

حکماء نے واقعہ معراج کے اثرات کو رنگ حکمت دینے کی سعی کی ہے جبکہ بعض صوفیا نے بھی یہی کام کیا اور بعض نے اپنے رویائی سفروں کی کیفیت لکھی یا بیان کی ہے۔ یہ سب واقعہ معراج کی مختلف روایات پر غور و خوض کا نتیجہ تھا۔

صوفیاء میں سے قدیم تر تاثر غالباً بایزید بسطامی (تیسری صدی ھجری) کا ہے۔ کتب صوفیاء میں ان کی مسافرت روحانی کا ذکر ملتا

رہا اور گو ان کی گفتار کا متن مفقود بھی بتایا جاتا رہا (٦) مگر ۱۹۲٦ء میں ڈاکٹر آر۔ اے نکلسن (و۱۹۴۳ء) نے بعض مخطوطات کی مدد سے اسے مدون کرکے شائع کروا دیا (٧) ۔ ان کی گفتگو وحدت شہود کی مظہر ہے۔ وہ ہر رویائی نظارے میں اپنی شخصیت کو کما کان باقی رکھتے ہیں اور عوالم بالا کی سیر کرنے کے بعد عالم رویاء میں کرۂ ارض پر لوٹ آنے کے مدعی ہیں ۔ وہ اپنی گفتار کے آخر میں روح حضرت محمدؐ کے فیضان کا ذکر کرتے ہیں جس کی بدولت انہیں یہ اعلیٰ مقام میسر آ سکا ۔ حضرت بایزید بسطامی کی گفتار ان کے کسی مرید نے مرتب کی اور اس کا آغاز یوں ہے :

,,میں نے گویا عالم خواب میں دیکھا کہ میں عرش عظیم تک صعود کر آیا اور ذات احد کے ہاں آ پہنچا ۔ میں ذات احد کے ساتھ اتصال کا جویا تھا تاکہ اس کے ساتھ ابد الآباد تک رہ سکوں .... یہ فلک اول تھا ۔ بعد میں تسبیح و تحمید کرتے کرتے میں فلک ہفتم تک آ گیا مگر مجھے اتصال نہ ملا صرف تنویر کا مشاہدہ کیا .... یہ روح انبیاء کا فیضان تھا بالخصوص روح حضرت محمدؐ کا جس نے مجھے خطہ ارض کے مومنوں کو سلام کرنے کا حکم دیا ......،، (ترجمہ) .

حکماء اور فلاسفہ میں شیخ الرئیس ابن سینا (وفات ۴۲۸ھ) کے دو عربی رسالے سیر روح کے بارے میں دست یاب ہیں : رسالۃ الروح اور رسالۃ الطیر ۔ ان میں روح کے طیران اور اس کے معاد تک پہنچنے کا ذکر ہے ۔ یوں روح عالم لاہوت سے دوبارہ جہان ناسوت کی طرف عودت کرتی ہے مگر بالآخر اسے عالم ناسوت کو ہی مرجع و مآب بنانا ہوتا ہے ۔ حکیم سنائی غزنویؒ (و ۵۴۵ھ) کی فارسی مثنوی سیر العباد الی المعاد اپنے نام کے لحاظ سے بالکل صریح ہے مگر شاعر کا بیان خاصا گنجلگ ہے کیونکہ اس میں حکمت و فلسفہ عرفان پر غالب ہیں اور بقول اقبال :

کار حکمت دیدن و فرسودن است   کار عرفاں دیدن و افزودن است(۸)

حکیم سنائی ھوا کی توصیف کرتے ھیں جو عناصر اربعہ میں سے ایک ہے۔ پھر وہ حکمت تخلیق سے بحث کرتے ھیں اور ساتھ ساتھ جواھر حیات سے بھی۔ بعد کی بحثوں کا تعلق رذائل و فضائل اخلاق سے ہے اور عقل انسانی کے افلاک و کرات سے گذر کر اپنے مبداء و معاد (عقل کل یا حقیقت مطلق) کے ھاں رسائی کا بیان۔ امام فخر الدین رازی ھروی (و ۶۰۶ھ) نے اپنے فارسی رسالہ ,, در سیر نفس عاقلہ ،، میں سنائی کے بیانات کی توضیح دی ہے مگر امام موصوف کا بیان حکمت و فلسفہ کے رنگ سے زیادہ ملوّن ھو گیا ہے۔ البتہ حکیم سنائی کے دیوان اور ان کی دیگر مثنویوں جیسے حدیقۃ الحقیقۃ میں معراج نبویؐ کا بڑا ایمان افروز بیان ملتا ہے۔ دراصل ان ایسے شعراء کے زیر اثر خمسہ سراؤں نے معراج نویسی کا التزام کیا ہے۔

خمسہ سرا یعنی پانچ مثنویاں لکھنے والے۔ فارسی میں اس کی ریت نظامی گنجوی (و تقریباً ۶۱۰ھ) نے ڈالی اور ان کے مقلّدین کی فہرست بہت طویل ہے جیسے امیر خسرو (و ۷۲۵ھ)، جامی (و۸۹۸ھ(۱۰) وحشی بافقی (و ۹۹۱ھ) اور صرفی کشمیری (و ۱۰۰۳ھ) وغیرھم۔ ان سب کے ھاں پانچوں مثنویوں کا التزام یوں نظر آتا ہے کہ حمد، نعت، واقعات معراج اور منقبت کے بعد ممدوح کا بیان ہے اور پھر مطلوبہ داستان سرائی۔

عربی شاعری میں سیر روح کے موضوع پر مرتضی ابن شہر زوری الموصلی (و ۵۱۱ھ) کا ایک عرفانی قصیدہ مشہور ہے۔ اسے ابن خلکان نے وفیات الاعیان میں بڑی توصیف کے ساتھ نقل کیا ہے۔ ۴۳ ابیات کے اس قصیدے کا انگریزی میں بھی ترجمہ ھو چکا ہے (۱۱)۔ اس کا اسلوب واقعات معراج سے اثر پذیر ہے جیسے :

فدنونا من الطلول فحالت ذ فرات من دونها و غلیل

قلت : من بالدیار ؟ قالوا : جریح و اسیر مکبل و قتیل

مالذی جئت تبتغی ؟ قلت : ضیف جاء ینبغی الجری فاین النزول

فاشارت دار الرحب دونک فاعقر　　ها فما عندنا لضیف رحـــیل
من اتانا ألقــی عصا السیر عنه　　قلت :ومن لی بها و این السبیل ؟
(ابیات ۱۰ تا ۱۳)

یعنی هم (دوران سفر) ٹیلوں کے نزدیک ہوئے تو آرام طلبی اور محبت کی آتش گرم نے سہارا دیا ۔ میں نے پوچھا کہ محلے میں کون ہے ۔ جواب ملا : عاشق بے قرار ، اسیرپا اور مفتون (پوچھا گیا) تم کیا تلاش کر رہے ہو ؟ میں نے کہا: مہمان ہوں ۔ ضیافت کا طالب ہوں ۔ ٹھہروں کہا ں ؟ اس نے اشارہ کیا کہ وہ مقام فراخ ہے وہیں ٹھہرو ۔ ہمارے پاس مہمان کے لئے کوئی (اور) جگہ نہیں ۔ ہمارے ہاں جو آئے ، سفر کا عصا رکھ دیتا ہے ۔ میں نے کہا کہ کیا کروں اور کہاں جاؤں ؟ ....(۱۲) ۔

فارسی کے عرفانی شعراء میں شیخ فرید الدین عطارؒ (و ۶۱۸ھ) کا نام بے حد ممتاز ہے ۔ ان کی مثنوی منطق الطیر (خصوصاً اس کا حصہ ,, ہفت وادی ") عرفان آمیز اور واقعات معراج کے صوفیانہ تاثر کی آئینہ دار ہے ۔ ,, ہفت وادی " کے صوفیا نے انتخابات (۱۳) بھی کئے اور اس سے کراراً استشہاد بھی کرتے رہے ۔ اس مثنوی میں پرندوں کے طیران کا ذکر ہے ۔ وہ ہفت وادی سے گذرتے ہیں تاکہ ,, سیمرغ" (سی مرغ ، تیس پرندے) یعنی عقل مطلق تک جا پہنچیں ۔ ,, ہفت وادی " کا سفر ، واقعہ معراج کے دوران ہفت گانہ افلاک کے سفر کے شبیہ ہے ۔ ڈاکٹر ذبیح اللہ صفا نے اس مثنوی کے تعارف میں ,, گنج سخن " (جلد دوم) میں لکھا ہے :

,,منطق ، الطیر ۳۶۰۰ اشعار سے کچھ زیادہ اشعار پر مشتمل رمز آمیز مثنوی ہے ۔ اس کا موضوع چند پرندوں کی داستانـی پرنـدے سیمرغ کے بارے میں گفتگو ہے جو دراصل خدا سے وصال کا بیان ہے ۔ جو پرندے گفتگو کے لئے جمع ہوئے ہیں ، ان کی رہبری ھد ھد کرتا ہے جو تلمیحاً پیغام حق کے ابلاغ کے لئے مامور ہے ۔ ھد ھد نے حضرت

سلیمانؑ کے قاصد کے فرائض انجام دیتے تھے (۱۴) ۔ ھد ھد طرح طرح سے پرندوں کا ذوق پرواز بیدار رکھتا ہے تاکہ وہ راستے کی بھول بھلیوں میں پھنس کر پیچھے نہ رہ جائیں ۔ اس طرح وہ انہیں ھفت وادی کے مشکل مراحل سلوک طے کرواتا ہے جنہیں صوفیاء طلب، عشق، معرفت، استغناء، توحید ، حیرت اور فقر کہتے ھیں .....»

لیکن جیسا کہ پہلے ذکر ہوا ، ھفت وادی ، ھفت افلاک کے بھی مشابہ ہے ۔

بایزید بسطامی کے بعد ... ابن عربی :

حضرت بایزید بسطامیؒ کے بعد جس صوفی نے واقعات معراج سے گہرا تاثر لیا، اور عالم رویاء میں اپنے سفر عالم بالا کا بالکرات ذکر کیا، وہ شیخ اکبر محی الدین ابن عربیؒ (و ۶۳۸ھ) ھیں ۔ ابن عربی اصل کے اعتبار سے اندلسی تھے ۔ بعد میں وہ حرمین شریفین نیز مصر و شام کے مقیم رہے ۔ وہ نظریہ وحدت الوجود کے زبردست داعی تھے ۔ انھوں نے اپنے کشفی سفر ھائے افلاکی کا ذکر اپنی دو کتابوں میں بڑی تفصیل سے کیا ہے : پہلی کتاب ,, الفتوحات المکیة » (کشف مکی) ہے اور دوسری مختصر تالیف ,, کتاب الاسراء الی مقام الاسریٰ » ۔ وہ اپنے خواب کے بموجب وہ ایک صوفی کی راهنمائی میں صعود کرتے ھیں ۔ وہ مادہ اسپ پر سوار ھیں اور ورائے زمین ایک عالم دین ان کا رھنما بنتا ہے ۔ بعد کا ان کا بیان واقعات معراج کا سا ہے ۔ اتنا غنیمت ہے کہ وہ عالم رویاء پر اصرار کرتے ھیں اور آخر میں اپنے وجود کے وجود لایزال میں منضم و مدغم ھو جانے کا اعلان بھی ۔ واقعات معراج کو نقل کرنے کے باوجود ابن عربی نے اپنے بیان کو عرفان و تصوف کی رمزیت اور ادبی چاشنی سے مزین کیا ہے ، اور اسی لئے الیغیری دانتے (و ۱۳۲۱ء) کا سا ماھر فن ڈرامہ نگار اور شاعر ان کا مقلد بنا ہے ۔ دانتے کی ڈیوائن کمیڈی کے علاوہ ایک زرتشتی عالم کی کتاب "ارداویراف نامہ » بھی واقعات معراج کی روایات کے زیر اثر لکھی گئی

ہے۔ ان کتابوں کا روایات معراج سے براہ راست اثر پذیر ہونا ممکن ہے اور یہ بھی ممکن ہے کہ ابو عامر احمد شہید اندلسی (و ۴۲۶ ھـ)، ابوالعلاء معری شامی (و ۴۴۹ھـ) یا ابن عربی وغیرہم کی تصانیف سے ان غیر مسلم مصنفوں نے بالواسطہ طور پر تاثر لیا ہو۔

ابو العلاء معری کا رسالۃ الغفران (کتاب مغفرت) معروف ہے۔ وہ اپنے ایک معاصر علی بن قارح حلبی کو خط لکھتا ہے۔ علی حلبی ، المعری کے الحاد و بے دینی پر معترض ہوتا ہے۔ المعری اسے خط میں اپنے ایک رویاء کا ذکر کرتا ہے۔ جس میں اس نے اعراف ، بہشت اور دوزخ کا سفر کیا اور گناہ گار ادباء و شعراء پر بخشش و عفو کی بہتات دیکھی جس کے نتیجے میں وہ بہشت میں داخل ہو گئے ۔ ابو عامر احمد شہید اندلسی کا رسالہ التوابع والزوابع بھی ادبی رنگ میں ادباء اور شعراء کے سفر عالم بالا کا تذکرہ ہے۔ تابعہ، مادہ جن ہے اور زابعہ یا زوابعہ ، شیطان جسے نابغہ یا عبقری بھی کہہ سکتے ہیں۔

ابو عامر نوابغ اور عبقریوں کی لغزشوں کو قابل عفو بتاتا ہے ، اور رسالۃ الغفران میں بھی اس مضمون کا کسی قدر تفاوت کے ساتھ اعادہ ہوا ہے۔

ارداویراف ایک زرتشتی مذہبی شخص تھا ۔ اس نے عالم بالا کی سیر کا اپنا رویاء معتقدوں کو بتایا ۔ اس رویاء میں اس کے اعراف، بہشت اور دوزخ کے مشاہدات کا ذکر ہے ۔ اس خواب میں وہ گناہگاروں کے عذاب اور نیکو کاروں کی جزا وغیرہ اسی طرح بیان کرتا ہے ۔ جس طرح بعض روایات معراج میں مذکور ہے ۔ پروفیسر آسن ہسپانوی کو التباس ہوا (۱۵)کہ زرتشتی عالم کا یہ مشاہدات نامہ روایات معراج پر مقدم ہے (مستشرقین کو ایسی شر انگیزیوں سے یوں بھی دلچسپی ہوتی ہے) چند سال قبل اصل پہلوی متن مع فارسی نثری ترجمہ مشہد سے شائع ہو گیا اور اس کے ساتھ اس کا فارسی منظوم ترجمہ بھی ۔ معلوم ہوا کہ متن تیسری صدی ہجری/نویں صدی

عیسوی سے مربوط ہے (۱٦) ۔ فارسی منظوم ترجمہ ابراھیم نام کے زرتشتی شاعر نے ساتویں صدی هجری/تیرھویں صدی عیسوی میں مکمل کیا ہے۔ پس یہ کتاب بھی روایات اسلامی کے زیر نفوذ لکھی گئی ہے۔

الیغیری دانتے اور اس کی ڈیوائن کمیڈی :

دانتے اطالوی کی تالیف کا نام ,, کمیڈیا " (طربیہ) تھا جسے معتقدوں نے مدتوں بعد ,,ڈیوائن" قرار دیا یعنی ,,طربیہ الٰہی " ۔ ۱۹۱۹ء میں میڈریڈ یونیورسٹی (اسپین) کے استاد عربی ، آسن نے اس راز سے پردہ اٹھایا کہ ,,طربیہ الٰہی" بلاواسطہ یا بالواسطہ طور پر روایات معراج کے تحت تاثیر لکھی گئی ہے۔ ھسپانوی زبان کی اس تحقیقی کتاب کا ملخص انگریزی ترجمہ ۱۹۲٦ء میں لندن سے شائع ھوا اور کتاب جلد ھی ثقہ اور مصدق قرار دی گئی ۔ ڈیوائن کمیڈی کی تین جلدیں ھیں : اعراف ، بہشت اور دوزخ ۔ دانتے نے بہت مذھبی تعصبات دکھائے ، اس کے باوجود یہ کتاب ایک ادبی شاھکار ہے (۱۷) ۔

دانتے فلارانسوی تھا (۱۲٦۵ـ ۱۳۲۱ء) وہ اعلی تعلیم یافتہ مفکر شخص تھا ۔ بیٹرس نام کی عورت کا وہ عاشق تھا جس کی شادی ایک دوسرے شخص سے رچالی گئی اور وہ اس واقعے کے ایک سال بعد ۲۵ برس کی عمر میں فوت ھوگئی ۔ (۱۲۹۰ء) ۔ ,,ڈیوائن کمیڈی" اس سے وصال کی خاطر تخلیق ھوئی ۔ افلاک اور عوالم بالا کے دوران شاعر کا رھنما لاطینی زبان کا معروف شاعر و رجل رھا ہے۔ یہاں کتاب کے مشمولات سے بحث کرنے کی ضرورت نہیں ۔ ھست هر چہ ھست ۔ یہاں اتنا اصرار پھر کر دیں کہ یہ کتاب روایات معراج، کتب ابن عربی اور غالباً رسالۃ الغفران سے بھی اثر پذیر ہے۔

علامہ اقبال کی اثر پذیری :

عصر حاضر میں حکیم الامت علامہ اقبال نے واقعہ معراج سے غیر معمولی تاثر لیا اور اس ضمن میں نوبنو نکات پیش کیئے ہیں ۔ ان کے نزدیک واقعہ معراج اور ختم نبوت کا اعلان حق انسانی شعور کی تکمیل کا مظہر ہے (۱۸) ۔ اس شعور کی پرواز میں جسد خاکی مانع نہیں ہو سکتا (۱۹) ۔ اقبال نے اپنی کتابوں بانگ درا، زبور عجم ، بال جبریل اور ضرب کلیم نیز اپنے انگریزی خطبات میں کئی مباحث پیش کئے ہیں ۔ جیسے یہ اشعار :

ترا گفتم کہ ربط جان و تن چیست؟
سفر در خود کن و بنگر کہ ,,من ‹‹ چیست ؟
سفر در خویش ؟ زادن بے اب و مام
ثریا را گرفتن از لب بام
ابد بردن بیک دم اضطرابے
تماشا بے شعاع آفتابے
ستردن نقش ہر امید وبیمے
زدن چاکے بدریا چوں کلیمےؑ
شکستن این طلسم بحر و بر را
زانگشتے شگافیدن قمر را
چناں باز آمدن از لامکانش
درون سینہ او در کف جہانش(۲۰)
چہ گویم از ,,من ‹‹ و از توش و تابش
کند ,, انا عرضنا ‹‹ بے نقابش
سبق ملا ہے یہ معراج مصطفی سے مجھے
کہ عالم بشریت کی زد میں ہے گردوں (۲۱)
دے ولولہ شوق جسے لذت پرواز
کر سکتا ہے وہ ذرہ مہ و مہر کو تاراج

مشکل نہیں یاران چمن معرکہ یاز
پر سوز ہو اگر نفس سینۂ دراج
ناوک ہے مسلمان ہدف اس کا ہے ثریا
ہے سر سرا پردۂ جاں ، نکتۂ معراج
تو معنی ,, والنجم ،، نہ سمجھا تو عجب کیا
ہے تیرا مدوجزر ابھی چاند کا محتاج(۲۲)

لیکن اس ضمن میں ان کا فارسی شاہکار جاوید نامہ ممتاز ہے۔ اس کتاب کا ظاہری اسلوب ڈیوائن کمیڈی کا سا ہے۔ شاعر نے اس کتاب میں ادبی اور فلسفیانہ انداز میں اپنا افلاکی سفر نامہ لکھا ہے۔ ابتداء میں وہ فلسفہ معراج پیش کرتے ہیں مثلاً :

گفت ,,موجود ،، آنکہ می خواہد نمود
آشکارائی تقاضائے وجود
گفت اگر ,, سلطاں ،، ترا آید بدست
می تواں افلاک را ازہم شکست
چشم بکشا برزماں و برمکاں
ایں دو یک حال است از احوال جاں
اے کہ گوئی محمل جاں است تن
سرجاں را در نگر برتن متن
محملے نے ، حالے از احوال اوست
محملش خواندن فریب گفتگوست
از شعور است ایں کہ گوئی نزد و دور
چیست معراج ؟ انقلاب اندر شعور
انقلاب اندشعور از جذب و شوق
وارہاند جذب و شوق از تحت و فوق

وہ مولانا رومی کی رہنمائی میں افلاک کے سفر کا ذکر کرتے ہیں جس کے دوراں مختلف تحریکیں اور شخصیتیں زیر بحث آتی ہیں ۔

یوں تو اس کتاب میں بھی اقبال کے پسندیدہ موضوعات بیان ہوئے ہیں جیسے خودی، بیخودی، عشق ، قوت ایمان، حب رسول، معرفت خدا، حریت، اخوت، مساوات، اتحاد مسلمین اور روحانی علو ، مگر یہاں یہ مضامین زیادہ موثر تمثیلی انداز میں پیش کئے گئے ہیں ۔ یہ کتاب بار اول ۱۹۳۲ء میں شائع ہوئی ۔ مصنف کے معاشر اور دوست چوہدری محمد حسن (و ۱۹۵۰ء) نے، جن کی رہنمائی میں اقبال کی تقریباً سب کتابیں شائع ہوتی رہیں (۲۴)، اس زمانے میں جاوید نامہ کے اسلوب اور روایات معراج سے اس کی اثر پذیری کے بارے میں ایک مبسوط مقالہ لکھا تھا جو شائع ہونے سے قبل غالباً علامہ اقبال کی نظر سے بھی گذرا تھا ۔ اس میں انھوں نے لکھا تھا کہ (۲۵) :

,,جاوید نامہ دراصل معراج نامہ ہے ۔ اسرار و حقائق معراج محمدیہ پر کتاب لکھنے کا ایک مدت سے حضرت علامہ کو خیال تھا .... انھیں خیال آیا کہ قید مضامین سے آزاد ہو کر دانتے کی ,, طربیہ خداوندی،، کی طرز پر ایک ادبی معراج نامہ لکھیں ۔ یہ اس لئے بھی مناسب نظر آیا کہ پروفیسر آسن کی تحقیقات کی روشنی میں دانتے کی کتاب کے جملہ پلاٹ اسلامی روایات معراج کے زیر اثر تیار کئے گئے ہیں تو خود مسلمان ان روایات کا تاثر کیوں نہ لیں ... دانتے الیغیری کو شاید واقعہ معراج کی اہمیت کا علم نہ ہو ۔ اس واقعہ کے بارے میں جسمانی اور روحانی معراج کے مباحث نے کتنے نزاعات کو جنم دیا ۔ کئی مسلمان ممالک میں اس واقعہ کی مناسبت سے رسمی تعطیل ہوتی ہے ۔ .... معراج کا ہدف مشاہدہ ذات تھا جو آنحضرتؐ کو نصیب ہوا مگر صوفیا ، فلاسفہ اور شعراء و ادبا نے اپنی تاویلات و ترجیحات سے کام لیا اور اب تک نئی توجیہات پیش کی جا رہی تھیں،،(ملخصاً) ۔ بہرحال علامہ اقبال نے ,, محمود ،، و ,, موجود ،، کے حوالے سے سفر عالم بالا کا اپنا وحدت الشہودی یا عبدیتی تصور (۲۶)

پیش کیا ہے۔ جاوید نامہ کے ذیل کے اشعار پر ان کے انگریزی خطبات "تشکیل جدید الہیات اسلامیہ" کا اختتام (۲۷) ہو جاتا ہے اور اس سے آگے پرواز کرنے سے فروغ تجلی پر تفکر کو جلا کر خاکستر کر دے (۲۸) :

زندۂ یا مردۂ یا جاں بلب
از سہ شاہد کن شہادت را طلب
شاہد اول شعور خویشتن
خویش رادیدن بنور خویشتن
شاہد ثانی شعور دیگرے
خویش را دیدن بنور دیگرے
شاہد ثالث شعور ذات حق
خویش را دیدن بنور ذات حق
پیش این نور اربمانی استوار
حی و قائم چون خدا خود را شمار
بر مقام خود رسیدن زندگی است
ذات را بے پردہ دیدن زندگی است
مرد مومن در نسازد با صفات
مصطفی راضی نشد الا بذات
چیست معراج ؟ آرزوئے شاہدے
امتحانے رو بروئے شاہدے
شاہد عادل کہ بے تصدیق او
زندگی مارا چو گل را رنگ و بو
در حضورش کس نماند استوار
وربماند ہست او کامل عیار
ذرۂ ؟ از کف مدہ تابے کہ ہست
پختہ گیر اندر گرہ تابے کہ ہست

تاب خود را بر فزودن خوشتر است
پیش خورشید آزمودن خوشتر است
پیکـــر فرسوده را دیگـر تـراش
امتحـــان خویش کن ، ,,موجود ،، باش
این چنیں ,,موجود ،، ,,محمود ،، است و بس
ورنہ نار زندگی دوداست و بـس (۲۹)

تـــرجمہ :

,,تو زندہ ہو یا مردہ ہو یا جاں بلب ، تین گواہوں کی گواہی کی طلب کر : پہلا گواہ تیرا اپنا شعور ہے جو اپنے نور سے خود کو دیکھنا ہے۔ دوسرا گواہ دوسرے کا شعور ہے جو خود کو دوسرے کی روشنی سے دیکھتا ہے۔ تیسرا گواہ ذات حق کا شعور ہے جو اپنے آپ کو ذات حق کے نور سے دیکھنے سے عبارت ہے۔ اس نور کے سامنے اگر تو ثابت قدم رہے تو اپنے آپ کو خدا کا سا حی اور قائم گن لے ۔ زندگی اپنے مقام پر پہنچنے اور ذات کو بے پردہ دیکھنے کا نام ہے۔ مومن ,,صفات،، پر اکتفا نہیں کرتا ۔ حضرت محمد مصطفیؐ ذات کے (دیکھے) بغیر قانع نہ ہوئے ۔ معراج کیا ہے ؟ تمنائے محبوب ہے (بلکہ) محبوب کے سامنے اپنی آزمائش ۔ یہ وہ عادل محبوب ہے جس کی تصدیق و تائید کے بغیر ہماری زندگی پھول کی رنگ و بو کی مانند ہے۔ اس کے سامنے کوئی ثابت قدم نہیں رہ سکتا اور اگر رہ سکے تو وہ کسوٹی پر پورا اترنے والا ہے۔ کیا تو ذرہ ہے ؟ جو تپش ہے اسے ضائع نہ کر (اور) اسے بحفاظت مضبوطی سے تھامے رہ ۔ اپنی تپش میں اضافہ کرنا اور اسے سورج کے سامنے آزمانا ھی خوش آئند ہے۔ اپنے گھسے پٹے جسم کو پھر متشکل کر ۔ اپنے کو آزما اور ,, موجود ،، کہلا ۔ اس آزمودہ ,,موجود ،، کو ھی ,,محمود ،، کہیں گے ورنہ نا آزمودہ آتش زندگی محض دھواں کہلائے گی ، دیگر ہیچ ،، ۔

سیرت رسولؐ کی تابناکیوں سے مستنیر ,,موجود محمود،، ھی اقبال

کے نزدیک حقیقی صاحب خودی مرد مومن ہے جس کے کمالات و درجات بے حد وعد ہیں :

خودی ہے زندہ تو ہے موت اک مقام حیات
که عشق موت سے کرتا ہے امتحان ثبات
خودی ہے زندہ تو دریا ہے بیکرانہ ترا
ترے فراق میں مضطر ہے موج نیل و فرات
خودی ہے مردہ ، تو مانند کاہ پیش نسیم
خودی ہے زندہ ، تو سلطان جملہ موجودات
نگاہ ایک تجلی سے ہے اگر محروم
دو صد ہزار تجلی ، تلافی مافات
مقام بندہ مومن کا ہے و رائے سپہر
زمیں سے تابہ ثریا تمام لات و منات
حریم ذات ہے اس کا نشیمن ابدی
نہ تیرہ خاک لحد ہے نہ جلوہ گاہ صفات
خود آ گہاں که ازیں خاکداں بروں جستند
طلسم مہر و سپہر و ستارہ بشکستند (۳۰)

مراجع اور وضاحتیں

۱ ۔ مثنوی پس چه باید کرد ، خطاب به عربہا ۔ تیسرا شعر عطار کا ہے (مثنوی منطق الطیر کا آغاز) جس میں خدا کے لفظ کو رسول سے بدلا گیا ہے۔
۲ ۔ سلام اس پر کہ جس کی بزم میں قسمت نہیں ہوتی
سلام اس پر کہ جس کے ذکر سے سیری نہیں ہوتی (ماہر القادریؒ)
۳ ۔ قرآن مجید ۲۱ : ۳۳
۴ ۔ یعنی آنحضرتؐ کی خدا سے ملاقات کا ذکر ہے یا حضرت جبرئیلؑ سے
۵ ۔ بانگ درا از اقبال ، قطعه ,,شب معراج،، .
٦ ۔ شرح جاوید نامه از مولانا صبغة الله شائع کرده اقبال اکادمی لاہور (س ن) ، مقاله از چوہدری محمد حسین .
۷ ۔ مجله Islamica جلد ۲، ۱۹۲٦ء صفحه ۳۰۲ تا ۳۱۵ ۔

۸ ۔ جاوید نامہ ، فلک مشتری .

۹ ۔ مثنوی سیر العباد الی المعاد مع رسالہ سیر نفس عاقلہ مرتبہ مائل ہروی کابل ۱۹۶۵ء .

۱۰ ۔ جامی نے دراصل سات مثنویاں لکھی ہیں (سبعہ سرا) .

۱۱ ۔ از وسٹن فیلڈ .

۱۲ ۔ بعض روایات معراج کی رو سے حضرت جبرئیل اور ہر فلک کے دربان فرشتے کی گفتگو ایسے ہی ہوتی رہی ہے۔

۱۳ ۔ مثلاً میر سید ہمدانی شاہ ہمدانؒ (و ۷۸۶ھ) کا انتخاب جو ابھی مخطوطوں کی صورت میں ملتا ہے۔

۱۴ ۔ قرآن مجید سورہ نمل ، ۲۷ ۔

۱۵ ۔ اسلام اینڈ ڈیوائن کمیڈی ، انگریزی ملخص ترجمہ از ہیرولڈ ایل سندر لینڈ لندن ، ۱۹۲۶ء کتاب ۱۹۶۷ء میں لاہور میں بھی ری پرنٹ ہو گئی ہے: قوسین خان ، مول چند اسٹریٹ ۔

۱۶ ۔ پہلوی متن مع فارسی ترجمہ مرتبہ ڈاکٹر عبدالرحیم عفیفی ، مشہد ۱۹۶۰، نیز دیکھیں تہران یونیورسٹی کے مجلہ ادبیات ، ۱۹۶۳ء میں اس پر مقالہ ۔

۱۷ ۔ راقم اس کے انگریزی اور فارسی تراجم سے استفادہ کر رہا ہے۔

۱۸ ۔ دیکھیں ان کا خطبہ پنجم : اسلامی ثقافت کی روح .

۱۹ ۔ این بدن با جان ما انباز نیست　　مشت خاکے مانع پرواز نیست (اقبال، جاوید نامہ)

۲۰ ۔ زبور عجم گلشن راز جدید ، جواب سوال نمبر ۵ ۔ اس اقتباس میں کئی قرآنی تلمیحات ہیں : ولادت حضرت مسیحؑ، واقعہ معراج ، معجزہ حضرت موسیٰؑ : عبور از دریا ، معجزہ شق قمر اور انسان کا بار امانت اٹھانا (سورہ احزاب) ۔

۲۱ ۔ بال جبریل ، حصہ دوم غزل ۳ ۔

۲۲ ۔ ضرب کلیم حصہ اول قطعہ ,, معراج " ۔

۲۳ ۔ از ,, آشکارا می شود روح حضرت رومی و شرح می دہد اسرار معراج را " .

۲۴ ۔ پیام مشرق (۱۹۲۳ء) کے بعد کی کتب .

۲۵ ۔ شرح جاوید نامہ ، حوالہ ٦ بالا میں مذکور۔

۲۶ ۔ حوالہ ۲۳ بالا کے تحت .

۲۷ ۔ ان اشعار کے انگریزی ترجمے پر۔

۲۸ ۔ سعدی کا شعر ہے جو اقبال نے ساقی نامہ میں درج کیا :

اگر یک سر موے برتر پرم　　فروغ تجلی بسوزد پرم (بزبان جبرئیل)

۲۹ ۔ حوالہ نمبر ۲۳ بالا کے اشعار میں سے ہیں ۔

۳۰ ۔ ارمغان حجاز ، راس مسعود کا مرثیہ ۔